9b98/63

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت جناب حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب و مفتی عبدالمنان صاحب جامعہ دارالعلوم کراچی، اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی تمام دینی خدمات کو قبول فرمائے، اور ہر طرح کی عافیت نصیب فرمائے۔ آمین

آپ کی خدمت میں ایک خاتون کا مسئلہ پیش کر رہی ہوں، یہ صرف ان خاتون کا ہی مسئلہ نہیں بلکہ اور بھی بہت سی خواتین کے ساتھ کم و بیش یہ مسئلہ پیش آرہا ہے، امید ہے کہ آپ اس پر غور کر کے جواب عنایت فرمائیں گے۔

ایک خاتون ہیں، ان کو پہلے آٹھ دن حیض آتا تھا، پھر ان کی عادت دس دن حیض آنے کی ہو گئی، یعنی دس دن حیض آتا اور بیس دن صفائی رہتی، لیکن کچھ عرصہ بعد ان کی یہ کیفیت بھی تبدیل ہو گئی، اب ان کی عادت یہ ہو گئی ہے انہیں بارہ دن خون آتا ہے اور پھر چودہ دن صفائی رہتی ہے، اس کے دوبارہ بارہ دن خون آتا ہے اور اب انکی یہ ہی عادت ہے کہ مسلسل انہیں ۱۲ دن خون اور ۱۴ دن صفائی رہتی ہے، خون آنے کی تاریخ بھی مقرر نہیں ہے، اب ان کے دو خونوں کے درمیان چونکہ ۱۵ دن کا طہر نہیں آتا، لہذا فقہ حنفی میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے مفتیٰ بہ قول کے مطابق یہ خاتون مستمرۃ کے حکم میں ہو گئی ہیں، کیونکہ دو خونوں کے درمیان ۱۵ دن سے کم کا فاصلہ ہے اور مفتیٰ بہ قول کے مطابق ۱۵ دن سے کم کا طہر "طہر ناقص" ہوتا ہے، جس کی وجہ سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ خون مستقل جاری ہے، اور ان خاتون کو یہ مسئلہ بتایا جاتا ہے کہ یہ خاتون اپنی سابقہ عادت کے مطابق حیض اور طہر شمار کریں، اب یہ خاتون جب سے انہیں سے ۱۲ دن خون ور ۱۴ دن صفائی والی کیفیت شروع ہوئی ہے تب سے وہ خاتون ۱۰ دن حیض اور ۲۰ دن طہر کے شمار کرتی ہیں، لیکن اس مسئلہ پر عمل کرنے میں بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ جن دنوں میں خون ہوتا ہے وہ دن طہر کے بنتے ہیں اور جن دنوں میں صفائی ہوتی ہے وہ حیض کے ایام بنتے ہیں حتیٰ کہ کبھی پورا حیض ایسا گزرتا ہے کہ اس میں ایک قطرہ بھی خون نہیں ہوتا، اس پر اشکال ہوتا ہے کہ یہ بات درایت کے خلاف ہے، اور اس پر عمل کرنے میں ظاہر حالت کا ترک لازم آتا ہے کہ دم نہ ہونے کے باوجود ان ایام کو حیض سمجھا گیا، اس صوت حال کی مزید وضاحت اس درجِ ذیل جدول سے ہوتی ہے۔ اس جدول میں ایام کو خانوں کی شکل میں ظاہر کیا گیا ہے، جن خانوں میں "د" لکھا ہے اس کا مطلب ہے کہ اس دن خون آیا ہے، اور جس خانہ میں "ط" لکھا ہے اس کا مطب ہے کہ اس دن خون نہیں آیا۔ اور قاعدہ کے مطابق ۱۰ دن حیض اور ۲۰ دن طہر کا حساب لگانے سے جو دن حیض کے بنتے ہیں ان کو رنگین خانوں کے ذریعہ ظاہر کیا گیا ہے، اور جو دن طہر کے بنتے ہیں انکو سفید خانوں کے ذریعہ ظاہر کیا گیا ہے۔

جاری ہے ---

Scanned with CamScanner

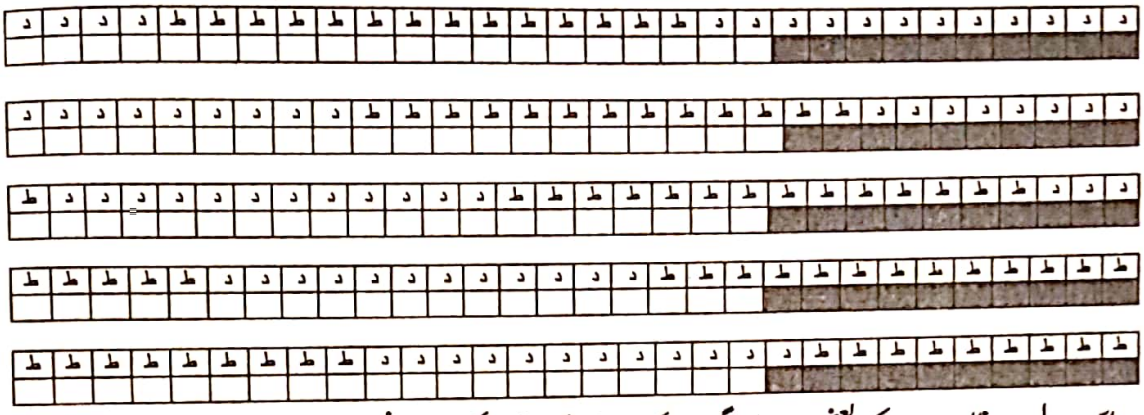

اس جدول سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض ایام ایسے گزرے کہ ان میں ایک قطرہ بھی خون کا نہیں آیا اور وہ قاعدہ کے مطابق ایامِ حیض بن رہے ہیں، اور جن دنوں میں خون آیا وہ قاعدہ کے مطابق طہر بن رہے ہیں، حالانکہ عام طور پر ایسی خواتین خون کے دنوں میں نماز ترک کرتی ہیں اور صفائی کے ایام میں پڑھتی ہیں لیکن مسئلہ کے مطابق انہیں دم والے دنوں کی نمازیں ان پر فرض ہوتی ہیں، اور صفائی والے دنوں کی نمازیں معاف ہوتی ہیں، اور جب ان کو مسئلہ بتایا جاتا ہے تو وہ پریشان ہوتی ہیں، اور بعض تو مانتی ہی نہیں کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے، اسی طرح روزوں میں بھی قضاء کرنے کا مسئلہ ہو جاتا ہے کہ وہ خون والے ایام کے روزہ چھوڑ دیتی ہیں اور جب ان کو مسئلہ بتایا جاتا ہے تو بعض پریشان ہو جاتی ہیں، اور بعض اس کو سمجھتی ہی نہیں، کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے حج کے موقعہ پر یہ صورتحال پیش آجاتی ہے تو خواتین ظاہری حالت کے مطابق پاکی سمجھ کر طوافِ زیارت وغیرہ بھی کر کے اپنے وطن واپس آجاتی ہیں، اور بعد میں معلوم ہوتا ہے کہ طواف ہی نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ ان کے ساتھ ایک اہم گھریلو پریشانی یہ پیش آتی ہے کہ جب خون آرہا ہوتا ہے تو اس وقت میاں بیوی والے تعلقات قائم کرنے پر طبعیت نہیں آتی اور جب صفائی کے دن ہوتے ہیں تو بعض اوقات ان میں سے اکثر دن حیض کے ایام بن جاتے ہیں، اب شوہر کو بتاتی ہیں تو وہ اعتراض کرتے ہیں اور جو زیادہ دیندار نہیں ہوتے وہ تو مانتے ہی نہیں اور جو دیندار ہوتے ہیں وہ پریشان ہو جاتے ہیں۔ بہت سی خواتین علاج کروا کر تھک جاتی ہیں لیکن یہ تکلیف آسانی سے نہیں جاتی اگر پیریڈ بگڑ جائیں تو ان کو قابو کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

بہر حال اس وقت یہ خاتون جن کا ذکر میں نے ابھی کیا وہ اپنے بارے میں کے بارے میں یہ پوچھنا چاہتی ہیں ہے ان کیلئے فقہ حنفی میں کوئی ایسی صورت موجود ہے کہ جس کے مطابق وہ عمل کر کے اس پریشانی سے بچ سکیں، اور سہولت کے ساتھ اپنی ماہواری کا حساب رکھ سکیں ۔ والسلام: بنتِ اقبال احمد

شمسی سوسائٹی ملیر ہالٹ کراچی

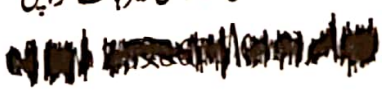

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

واضح رہے کہ متاخرین نے طہر متخلل کے بارے میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ دیا ہے، اور ان کے قول کے مطابق مسئلہ کی صورت وہی بنتی ہے جو کہ سوال میں مذکور ہے[1]، تاہم جن خواتین کی مسلسل عادت یہ ہو جائے کہ ان کو ۱۵ دن کا طہر نہیں آتا، اور اس کی وجہ سے انہیں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر عمل کرنے میں مشکل پیش آتی ہے تو ایسی خواتین کیلئے ایسی صورت کہ جس پر عمل کرنے میں ان کو پریشانی نہ ہو اور وہ آسانی سے اپنے پاکی اور ناپاکی کے ایام کا حساب رکھ سکیں یہ ہو سکتی ہے کہ ایسی خواتین کیلئے طہر متخلل کے بارے میں فقہ حنفی میں جو مختلف روایات ہیں ان میں سے کسی روایت پر فتویٰ دیا جائے۔

طہر متخلل کی تفصیل:

تمام احناف اس بات پر متفق ہیں کہ اگر طہر ۱۵ دن سے زیادہ ہو تو وہ دونوں خونوں کے درمیان فاصل بنے گا، اور اگر ۱۵ دن سے کم ہو تو اگر وہ ۳ دن سے بھی کم ہے تو بالاتفاق فاصل نہیں بنے گا بلکہ یہ سمجھا جائے گا کہ خون مستقل جاری ہے، اور اگر طہر متخلل ۱۵ دن سے کم ہے لیکن ۳ دن یا اس سے زیادہ ہے تو فاصل بنے گا یا نہیں اس کے بارے میں پانچ روایات فقہ حنفی میں منقول ہیں:

---

[1] وفي المبسوط :(٣ / ١٧٢، مكتبه رشيدية)

(فصل هو دالرة الكتاب) : الأصل عند أبي يوسف ، وهو قول أبي حنيفة رحمهما الله تعالى الآخر أن الطهر المتخلل بين الدمين إذا كان أقل من خمسة عشر يوما لا يصير فاصلا بل يجعل كالدم المتوالي ومن أصله أنه يجوز بداية الحيض بالطهر ، ويجوز ختمه به بشرط أن يكون قبله وبعده دم فإن كان بعده دم ، ولم يكن قبله دم يجوز ختم الحيض بالطهر ولا يجوز بدايته به ، وإن كان قبله دم ولم يكن بعده دم يجوز بداية الحيض بالطهر ولا يجوز ختمه به ومن أصله أنه يجعل زمانا هو طهر كله حيضا باحاطة الدمين به.

وفي ذخر المتأهلين :ص:٤٧

وأمثلة الحيض امرأة عادتها في الحيض خمسة وطهرها خمسة وخمسون رأت على عادتها في الحيض خمسة دما ....أو رأت خمسة دما وأربعة وخمسين طهرا ويوما دما وأربعة عشر طهرا ويوما دما .

وفي منهل الواردين :

لكن ههنا بدئ الحيض وختمه بالطهر ،فإن اليوم الدم المتوسط تمام مدة الطهر ،والأربعة عشر بعده في حكم الدم المتوالي لأنها طهر ناقص وقع بين الدمين ،فخمسة من اولها حيض والباقي استحاضة والعادة باقية عددا وزمانا.

دار الافتاء

Scanned with CamScanner

في طرفي الستة فصار غالبا ولو رأت يوما دما وأربعة طهرا ويوما دما لم يكن شيء منه حيضا ؛ لأن الطهر غالب وكذلك لو رأت يومين دما وخمسة طهرا ويوما دما لم يكن شيء منه حيضا ؛ لأن الطهر غالب ولو رأت ثلاثة دما وأربعة طهرا ويوما دما فالثمانية حيض لاستواء الدم بالطهر ولو رأت ثلاثة دما وخمسة طهرا ويوما دما فحيضها الثلاثة الأولى ؛ لأن الطهر غالب فصار فاصلا والمتقدم يمكن أن يجعل بانفراده حيضا فجعلناه حيضا ولو رأت يوما دما وخمسة طهرا وثلاثة دما فحيضها الثلاثة الأخيرة لما بينا فإن رأت ثلاثة دما وستة طهرا وثلاثة دما فحيضها الثلاثة الأول ؛ لأنه أسرعها إمكانا فإن قيل قد استوى الدم بالطهر هنا فلماذا لم يجعل كالدم المتوالي قلنا استواء الدم بالطهر إنما يعتبر في مدة الحيض وأكثر مدة الحيض عشرة والمرئي في العشرة ثلاثة دم وستة طهر ويوم دم فكان الطهر غالبا فلهذا صار فاصلا .

وفي المحيط البرهاني: (١ / ٤٠٧،ادارة القرآن)

وأما الطهر إذا كان أكثر من الدمين فيصير فاصلاً لأن الطهر غالب على الدم، والعبرة للغالب، وليس من عادة النساء غلبة الطهر على الدم في زمان الحيض فلو اعتبر الطهر فاصلاً والحالة هذه لا يؤدي إلى أن لا يتصور الحيض فجعل حاصلاً، ثم ينظر إن أمكن أن يجعل أحد الدمين بانفراده حيضاً يجعل ذلك حيضاً وهذا ظاهر، وإن أمكن اعتبارهما حيضاً يجعل المتقدم حيضاً لأنهما استويا في إمكان الاعتبار ويترجح السابق منهما بقوة السبق.وإذا اعتبر المتقدم حيضاً لا يعتبر المتأخر حيضاً معه لأنه لا بد من وجود طهر تام بين الحيضتين وأقله خمسة عشر يوماً ولم يوجد.

وفي البحر الرائق: (١ / ٢٠٦، مكتبه رشيدية)

وقال محمد الطهر المتخلل إن نقص عن ثلاثة أيام ولو بساعة لا يفصل اعتبارا بالحيض ، فإن كان ثلاثة فصاعدا ، فإن كان مثل الدمين أو أقل فكذلك تغليبا للمحرمات ؛ لأن اعتبار الدم يوجب حرمتها واعتبار الطهر يوجب حلها فغلب الحرام الحلال ، وإن كان أكثر فصل ثم ينظر إن كان في أحد الجانبين ما يمكن أن يجعل حيضا فهو حيض والآخر استحاضة ، وإن لم يمكن فالكل استحاضة ولا يمكن كون كل من المحتوشين حيضا ؛ لأن الطهر حينئذ أقل من الدمين إلا إذا زاد على العشرة فيجعل الأول حيضا لسبقه لا الثاني.....ولو رأت ثلاثة دما وستة طهرا و ثلاثة دما فحيضها الثلاثة الأول لسبقها ولا تكون العشرة حيضا لغلبة الطهر فيها ، وإن كان مساويا باعتبار الزائد عليها.

وفي تبيين الحقائق: (١ / ١٧٢، دار الكتب العلمية)

وقال محمد إن الطهر المتخلل إن نقص عن ثلاثة أيام ولو بساعة لا يفصل ؛ لأن ما دون الثلاث من الدم لا حكم له فكذا الطهر وإن كان ثلاثة فصاعدا وكان مثل الدمين أو أقل فكذلك ؛ لأن الدم في موضعه فكان أولى بالاعتبار وإن كان أكثر من الدمين فصل ، ثم ينظر إن كان في أحد الجانبين ما يمكن أن يجعل حيضا فهو حيض والآخر استحاضة وإن لم يمكن فالكل استحاضة ولا يتصور أن يكون في الجانبين ما يمكن جعله حيضا ؛ لأنه يصير الطهر أقل من الدمين إلا إذا زاد على العشرة فحينئذ يمكن فيجعل الأول حيضا لسبقه دون الثاني .

وفي الجوهرة النيرة :(١ / ٩٢، قديمي كتب خانه)

والأصل عند محمد أن الطهر المتخلل إذا انتقص عن ثلاثة أيام ولو بساعة فإنه لا يفصل وهو كدم مستمر ، وإن كان ثلاثة أيام فصاعدا نظرت إن كان الطهر مثل الدمين أو الدمان أكثر منه بعد أن يكون الدمان في العشرة فإنه لا يفصل أيضا وهو كدم مستمر ، وإن كان أكثر من الدمين أوجب الفصل ثم تنظر إن كان في أحد الجانبين ما يمكن أن يجعل حيضا جعل حيضا والآخر استحاضة ، وإن كان في كلاهما ما لا يمكن أن يجعل حيضا كان كله استحاضة ومن أصله أنه لا يبتدئ الحيض بالطهر ولا يختمه به سواء كان قبله دم أو بعده دم أو لم يكن قال في الهداية والأخذ بقول أبي يوسف أيسر .

دار الافتاء

Scanned with CamScanner

(۵) امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ اگر طہر متخلل ۳دن کا ہو جائے تو وہ ہر حال میں فاصل بنے گا خواہ اس سے پہلے یا بعد کا خون اس پر غالب ہو جائے[۶]۔

ان روایات میں سے کونسی روایت قوی اور آسان ہے؟

اب ان پانچ روایات میں سے امام محمد رحمہ اللہ کی روایت (جو دوسرے نمبر پر ذکر کی گئی ہے) اگرچہ متون میں مذکور ہے لیکن اسے شروحات میں اصح قرار نہیں دیا گیا[۷]، اور امام زفر اور ابن المبارک رحمہما اللہ کی روایت بھی اسی پر مبنی ہے لہذا اس کو ہم یہاں نہیں لیتے، پھر امام محمد رحمہ اللہ کا اپنا قول ہے، یہ قول اگرچہ صحیح قرار دیا گیا ہے[۸] اور درایۃً قوی بھی

---

(۶) وفي المبسوط :(٣ / ١٧٥، مكتبه رشيدية)

والأصل عند الحسن بن زياد رحمه الله تعالى أن الطهر المتخلل بين الدمين إذا كان دون ثلاثة أيام لا يصير فاصلا فإذا بلغ الطهر ثلاثة أيام كان فاصلا على كل حال ثم ينظر إن أمكن أن يجعل أحدهما بانفراده حيضا يجعل ذلك حيضا كما بينا قبل من مذهب محمد ، وإنما خالفه في حرف واحد ، وهو أنه لم يعتبر غلبة الدم ولا مساواة الدم بالطهر .

(۷) وفي حاشية ابن عابدين:(١ / ٢٩٠،ايچ ايم سعيد)

وأما الرواية الثانية ففي البحر قد اختارها أصحاب المتون لكن لم تصحح في الشروح.

وفي البحر الرائق – (١ / ٢١٧): وقد اختار هذه الرواية أصحاب المتون لكن لم تصحح في الشروح كما لا يخفى ولعله لضعف وجهها فإن قياسها على النصاب غير صحيح لأن الدم منقطع في أثناء المدة بالكلية وفي المقيس عليه يشترط بقاؤ (((بقاء))) جزء من النصاب في أثناء الحول وإنما الذي اشترط وجوده في الابتداء والانتهاء تمامه.

(۸) وفي البحر الرائق : (١ / ٢٠٧، مكتبه رشيدية)

وقد صحح قول محمد في المبسوط والمحيط وعليه الفتوى لكن قال المحقق في فتح القدير الأولى الإفتاء بقول أبي يوسف لما قدمناه.

وكذا في رد المحتار:١/٢٩٠

وفي الجوهرة النيرة :(١ / ٩٢)

وفي الوجيز الأصح قول محمد وعليه الفتوى .

وفي المحيط البرهاني :١ / ٤٠٧

والأصل عند محمد رحمه الله وهو رواية عن أبي حنيفة رحمه الله وعليه فتوى كثير من المشايخ أن الطهر المتخلل بين الدمين إذا كان أقل من ثلاثة أيام لا يصير فاصلاً بين الدمين ويجعل ذلك كله كالدم المتوالي.وإن كان ثلاثة أيام فصاعداً إن كان الطهر مثل الدمين أو أقل من الدمين لا يعتبر فاصلاً أيضاً، ويجعل ذلك كله بمنزلة الدم المتوالي...الخ

Scanned with CamScanner

ہے[9]، لیکن اس کی روشنی میں مسئلہ کی عملی تطبیق دینا عام خاتون کیلئے مشکل ہے، اسی وجہ سے فقہاء نے اس کو اختیار نہیں کیا[10]، لہذا اس کو بھی ہم یہاں نہیں لیتے، اب رہ گئی امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی روایت اور امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ کا قول تو اس میں سے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کو آسانی کی وجہ سے متاخرین نے لیا ہے[11]، لیکن مذکورہ کیفیت سے دوچار خواتین کیلئے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر عمل کرنے میں مشکل پیش آتی ہے جیسا کہ شروع میں گزرا۔

---

[9] وفي المبسوط للشيباني :(١ / ٤٧٢،الدارة القرآن)

وقال محمد كيف يكون الطهر حيضا بساعة من نهار رأت فيه الدم والدم المعروف الذي يشبه الحيض ليس بحيض ينبغي لمن قال هذا أن يقول لو أن هذه المرأة لبثت على هذا عشرين سنة من عمرها ترى في أول الشهر الدم ساعة من نهار ثم ينقطع ثم تراه اليوم العاشر والحادي عشر والثاني عشر والرابع عشر حتى تراه خمسة أيام فكانت ترى الدم هكذا في كل شهر أول الشهر ساعة وخمسة أيام على هذه الصفة لكان الحيض في قوله الخمسة الأولى من الشهر التي رأت فيها الطهر إلا ساعة حيض وهذه الخمسة الأيام التي رأت فيها الدم طهر كلها تصوم فيها وتصلي ويأتيها زوجها ليس هذا بشيء والأمر على ما وصفت.

[10] وفي البحر الرائق : (١ / ٢٠٦، مكتبه رشيدية)

لأن في قول محمد وغيره تفاصيل يحرج الناس في ضبطها.

وفي العناية على هامش فتح القدير :(١ / ١٥٣،المكتبة الرشيدية)

(والأخذ بهذا القول) أي قول أبي يوسف (أيسر) يعني للمفتي والمستفتي ؛ لأن في قول محمد تفاصيل يشق ضبطها .

وفي البناية:(٦٥٦/١، مكتبه رشيدية)

لأن في قول محمد تفاصيل يشق ضبطها خصوصا على الحيض القاصرات العقل.

وفي مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر:(١ / ٧٩ ، دار الكتب العلمية)

وكثير من المتأخرين أفتوا بهذه الرواية لأنها أيسر على المفتي والمستفتي لقلة التفاصيل التي يشق

وفي حاشية الشلبي على التبيين: (١ / ١٧٢)

(قوله : لأنها أسهل) لعدم التفاصيل بخلاف رواية محمد.

[11] وفي حاشية ابن عابدين:(١ / ٢٩٠)

وفي الهداية الأخذ بقول أبي يوسف أيسر ا ه. وكثير من المتأخرين أفتوا به لأنه أسهل على المفتي والمستفتي.سراج.وهو الأولى. فتح.وهو قول أبي حنيفة الآخر.نهاية.

وفي الهندية:(١ / ٣٧)

وروى أبو يوسف عن أبي حنيفة أن الطهر المتخلل بين الدمين إذا كان أقل من خمسة عشر يوما لم يفصل وكثير من المتأخرين أفتوا بهذه الرواية لأنها أسهل على المفتي والمستفتي كذا في التبيين وهكذا في الزاهدي والأخذ بهذا أيسر كذا في الهداية

Scanned with CamScanner

حسن بن زیاد رحمہ اللہ کا قول صحیح اور آسان بھی ہے

لیکن اگر ہم حسن بن زیاد رحمہ اللہ کا قول لے لیتے ہیں جسے صحیح بھی قرار دیا گیا ہے، اور ہماری تلاش کے مطابق اس قول کو کہیں ضعیف نہیں کہا گیا، یہ امام صاحب رحمہ اللہ کی روایت بھی ہے، اور امام محمد رحمہ اللہ کے قول کے مثل ہونے کی وجہ سے یہ قوی بھی ہو جاتا ہے، البتہ اس میں ایک بات کا اضافہ ہے امام حسن بن زیاد امام محمد کی طرح خون کی مساوات یا غلبہ کا اعتبار نہیں کرتے بلکہ ۳ دن کے طہر کو مطلقاً فاصل شمار کرتے ہیں جس کی وجہ سے اس قول پر عمل کرنے میں خواتین کیلئے آسانی بھی ہے، جس کی تفصیل اگلے صفحہ پر آرہی ہے اور فقہاء نے حیض کے باب میں کئی مواقع پر دو قولوں یا دو صورتوں میں سے آسان کو اختیار کرنے کو ترجیح دی ہے [۱۲]۔ نیز متاخرین نے آسانی کیلئے متون کی روایت، اور امام محمد رحمہ اللہ کے صحیح قول کو ترک کیا ہے، لہذا اگر کسی خاتون کیلئے دوسری روایت میں آسانی ہو تو کم از کم اس کو اس قول پر عمل کی گنجائش دینی چاہیئے۔

---

[۱۲] اس کی تین مثالیں یہ ہیں:

۱ وفي منهل الواردين:

وأكثره أي أكثر الحيض عشرة كذلك أي مقدرة مع لياليها بالساعات أعني ما لتين وأربعين ساعة .نعم ذكر في التاتار خانية أنها لو أخبرت المفتي بأنها طهرت في الحادي عشر أخذ بها بعشرة أو في العاشر أخذ بتسعة ،ولا يستقصي في الساعات لئلا يعسر عليها الأمر ،وهكذا يفعل في جميع الصور ،إلا في أقل الحيض وأقل الطهر مخافة النقص عن الأقل .زاد القهستاني عن حاشية الهداية :أن عليه الفتوى،ومثله في معراج الدراية.

۲ وفي حاشية ابن عابدين :(١ / ٢٨٩)

وفي المعراج عن فخر الأئمة لو أفتى مفت بشيء من هذه الأقوال في مواضع الضرورة طلبا للتيسير كان حسنا.

۳ وفي حاشية ابن عابدين (١ / ٢٩٠)

وفي الهداية الأخذ بقول أبي يوسف أيسر ا هـ وكثير من المتأخرين أفتوا به لأنه أسهل على المفتي والمستفتي سراج.

وفي المحيط البرهاني (١ / ٤٠٧)

وبعض مشائخنا أخذوا بقول أبي يوسف رحمه الله، وبه كان يفتي القاضي الإمام صدر الإسلام أبو اليسر رحمه الله وكان يقول: قول أبي يوسف أيسر وأسهل على النساء وعلى المفتي، ولا حرج في ديننا فكان الأخذ بقوله أولى، وعليه استقر رأي الصدر الشهيد حسام الدين رحمه الله وبه يفتي،

Scanned with CamScanner

حسن بن زیاد رحمہ اللہ کا قول کیسے آسان ہے

اس قول میں آسانی اس طرح ہے کہ جب کسی خاتون کو ۱۲ دن خون اور ۱۴ دن طہر کی عادت ہو گی تو اسی کو جب پہلی مرتبہ ۱۲ دن خون آیا تو وہ اس میں سے شروع کے دس دن حیض کے شمار کرے گی اور دو دن استحاضہ کے ہونگے، پھر ۱۴ دن کا طہر یہاں فاصل بنے گا لہذا یہ خاتون مستمرہ کے حکم میں نہیں ہو گی اور اس پر فطهرها وحيضها ماا عتادت (یعنی سابقہ عادت کے مطابق حیض وطہر شمار کرنے) کا حکم بھی نہیں لگے گا۔

حسن بن زیاد رحمہ اللہ کے قول کے مطابق قواعد کا خلاصہ:

(۱) دو خونوں کے درمیان آنے والا طہر (صفائی) اگر ۱۵ دن سے کم ہو وہ دم جاری کے حکم میں ہو گا، یعنی یوں سمجھیں گے کہ ان دنوں میں بھی گویا خون آتا رہا، اور اس صورت میں اس سے پہلے اور بعد والے خون کو ملا کر ایک خون شمار کیا جائے گا، اب اگر اس کو حیض بنانا ممکن ہو یعنی سابقہ حیض کو ۱۵ دن گزر گئے ہوں، اور مجموعہ ۱۳ دن یا اس سے زائد ہو، تو اس مجموعہ کو حیض شمار کریں گے، بشرطیکہ یہ مجموعہ دس دن سے زیادہ نہ ہو جائے، اگر مجموعہ دس دن سے زیادہ ہو جائے تو پچھلی دفعہ جتنے دن حیض کے تھے اتنے دن حیض شمار کریں گے، باقی استحاضہ ہو گا۔

(۲) دو خونوں کے درمیان آنے والا طہر (صفائی) اگر ۱۵ دن سے زیادہ ہو تو وہ "طہرِ فاصل" بنے گا، یعنی اپنے سے پہلے اور بعد والے خون کو حکم میں علحدہ کر دے گا۔

طہرِ فاصل کی تعریف

طہرِ فاصل وہ طہر ہے جو کہ اپنے سے پہلے اور بعد والے خون کو علحدہ کر دے، وہ دم جاری کے حکم میں نہ ہو، بلکہ دونوں خون الگ الگ شمار ہوں، یہ نہیں سمجھا جائے کہ خون مسلسل جاری رہا۔ اس صورت میں یہ خاتون مستمرّہ نہیں ہو گی، اور اس صورت میں احکام اس طرح ہونگے:

۱۔ طہر فاصل ہونے کی صورت میں ان دونوں خونوں میں سے اگر پہلے والے خون کو حیض بنانا ممکن ہو، یعنی سابقہ حیض کو ۱۵ دن گزر گئے ہوں، اور وہ ۱۳ دن یا اس سے زیادہ ہو تو اس کو حیض شمار کریں گے۔

دار الافتاء

Scanned with CamScanner

۞۔اگر پہلے والے کو بنانا ممکن نہ ہو مثلاً اس خون کی ابتداء سے پہلے سابقہ حیض کو ۱۵ دن نہ گزرے ہوں، یا وہ خون ۳ دن سے کم ہو، تو اگر بعد والے خون کو حیض بنانا ممکن ہو، تو اس کو حیض شمار کریں گے۔

۞۔اگر کوئی بھی نہ بن سکے مثلاً وہ دونوں خونوں میں سے ہر ایک ۳ دن سے کم ہے یا ابھی گزشتہ حیض کو ۱۵ دن نہیں گزرے، تو اس کو استحاضہ شمار کریں گے [۱۳]۔

---

[۱۳] في المبسوط :(۳ / ۱۷۶، مكتبه رشيدية)

وبيانه من المسائل مبتدأة رأت يوما دما ويومين طهرا ويوما دما فالأربعة حيض وكذلك لو رأت ساعة دما وثلاثة أيام غير ساعة طهرا وساعة دما فالكل حيض فإن رأت يومين دما وثلاثة طهرا ويوما دما لم يكن شيء منه حيضا على قوله ؛ لأن الطهر المتخلل بلغ ثلاثة أيام وواحد منهما بانفراده لا يمكن أن يجعل حيضا ، وإن رأت يوما دما وثلاثة طهرا وثلاثة دما فعنده الثلاثة الأخيرة حيض ، ولو كانت رأت أولا ثلاثة دما كان الحيض هذه الثلاثة ، وإن رأت ثلاثة دما وثلاثة طهرا وثلاثة دما فالحيض عنده الثلاثة الأولى ؛ لأنه أسرعهما إمكانا والله أعلم .

وفي تبيين الحقائق (۱ / ۱۷۵، دار الكتب العلمية)

وعند الحسن بن زياد الطهر المتخلل بين دمين إذا نقص عن ثلاثة أيام لم يفصل كقول محمد وإن كان ثلاثة فصل كيفما كان ، ثم ينظر فإن أمكن أن يجعل الدم في أحد الجانبين حيضا وهو حيض والآخر استحاضة وإن لم يمكن فالكل استحاضة فإن أمكن الجانبان فالأول حيض لسبقه والثاني استحاضة .

وفي البحر الرائق: (۱ / ۲۰۷، مكتبه رشيدية)

وروى الحسن بن زياد عن أبي حنيفة إن نقص الطهر عن ثلاثة لم يفصل ، وإن كان ثلاثة فصل كيفما كان ثم ينظر إن أمكن أن يجعل أحدهم بانفراده حيضا يجعل ذلك حيضا كما قاله محمد ، وإنما خالفه في أصل واحد وهو أنه لم يعتبر غلبة الدم ولا مساواته بالطهر .

وفي الجوهرة النيرة :(۱ / ۹۲-۹۳، قديمي)

والأصل عند الحسن بن زياد أن الطهر المتخلل إذا نقص عن ثلاثة أيام لا يوجب الفصل كما قال محمد ، وإن كان ثلاثة فصاعدا فصل في جميع الأحوال سواء كان مثل الدمين أوالدمان أكثر منه ثم ينظر بعد ذلك كما نظر محمد. بيان هذه الأصول: امرأة رأت يوما دما وثمانية أيام طهرا ويوما دما أو رأت ساعة دما وعشرة أيام غير ساعتين طهرا ثم ساعة دما فهو حيض كله عند أبي يوسف ، ويكون الطهر المتخلل كدم مستمر وعند محمد وزفر والحسن لا يكون منه حيضا أما عند زفر فلأنها لم تر في أكثر مدة الحيض أقله وعند محمد الطهر أكثر من الدمين وليس في أحد الجانبين ما يصلح أن يكون حيضا .وكذا عند الحسن،ولو رأت يومين دما وسبعة طهرا ويوما دما أو يوما دما وسبعة طهرا أو يومين دما...وعند محمد والحسن لا يكون شيء من ذلك ؛ لأن الطهر أكثر من ثلاثة أيام وهو أكثر من الدمين وليس في أحد الجانبين ما يمكن أن يجعل حيضا ،ولو رأت ثلاثة أيام دما وستة أيام طهرا ويوما دما أو رأت يوما دما وستة طهرا وثلاثة دما ... وعند محمد والحسن الثلاثة تكون حيضا من أول العشرة في الفصل الأول ومن آخرها في الفصل الثاني وما بقي استحاضة ، ولو رأت أربعة أيام دما وخمسة أيام طهرا ويوما دما أو يوما دما وخمسة طهرا وأربعة دما ... وعند الحسن يفصل.

Scanned with CamScanner

عملی تطبیق:

لہذا عملی تطبیق اس طرح ہوگی کہ شروع کے دس دن حیض کے ہو جائیں گے پھر ۲ دن استحاضہ، اس کے بعد ۱۴ دن کا طہر فاصل ہے لہذا دونوں دم الگ الگ ہو گئے، اب اس طہر کے بعد آنے والے خون کو حیض بنانا ممکن ہے کیونکہ یہ خون سابقہ حیض کے ۱۵ دن بعد ہے اس طرح کہ ۲ دن استحاضہ اور ۱۴ دن صفائی کل ۱۶ دن ہو گئے، لہذا اس کے بعد پھر دس دن حیض دو دن استحاضہ ۱۴ دن طہر پھر دس دن حیض اسی طرح سلسلہ چلے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

محمد فرحان فاروق
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۱۳/۴/۱۴۳۲ھ

خالص صورتِ مسئولہ میں یہ جواب صحیح معلوم ہوتا ہے، لیکن چونکہ عام مفتیٰ بہ قول کے خلاف ہے، اس لئے دوسرے اہلِ فتویٰ علماء سے بھی مشورہ کر لیا جائے۔ واللہ سبحانہ اعلم

عبدہ محمد رفیق وفقہ اللہ عفی عنہ
۱۷/۴/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر اللہ
۲۴/۴/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح والمجیب نجیح
محمد عبد المنان غفرلہ
۲۵/۴/۱۴۳۲ھ

Scanned with CamScanner

تتمة

فإن قيل:بأن قول أبي يوسف رحمه الله بأن "الطهر المتخلل بين الدمين الأقل من خمسة عشر يوما في حكم الدم المتوالي" ، مختص بوقوع ذلك الطهر بعد الدم الصحيح . لكن لو وقع ذلك الطهر المتخل المذكور بعد الدم الفاسد وصارت مجموعة أيام هذا الطهر (النقاء) وأيام الإستحاضة من الدم الفاسد ،أكثر من خمسة عشر يوما كما في الصورة المسؤلة عنها ،ففي هذه الصورة لا يكون هذا الطهر كالدم المتوالي بل مجموع هذا الطهر بعد فاصلا بين الحيضتين.

قلت:عندما نتتبع عبارات الفقهية ، نجد أن قول أبي يوسف"الطهر المتخلل"مطلق ، ولم يفصل عنده بين أن يقع هذا الدم بين الحيضتين أو بين الدمين، وكذلك أن يقع بعد الدم الصحيح أو الفاسد .فجملة ما في الكلام إن الأمر سوي في جميع الصور بشرط أن يكون الطهر أقل من خمسة عشر يوما.

في درر الحكام شرح غرر الأحكام - (1 / 172)

فعند أبي يوسف وهو قول أبي حنيفة آخرا لا يفصل ولو أكثر من عشرة أيام بل هو أيضا كالدم المتوالي عنده لأنه طهر فاسد لا يصلح للفصل بين الحيضتين لما مر أن أقل الطهر خمسة عشر يوما فكذلك لا يصلح للفصل بين الدمين لأن الفاسد لا يتعلق به أحكام الصحيح شرعا فيجوز بداءة الحيض وختمه بالطهر على هذا القول

وفي المبسوط - (4 / 283)

الأصل عند أبي يوسف ، وهو قول أبي حنيفة رحمهما الله تعالى الآخر أن الطهر المتخلل بين الدمين إذا كان أقل من خمسة عشر يوما لا يصير فاصلا بل يجعل كالدم المتوالي....وحجته في ذلك أن الطهر الذي هو دون خمسة عشر يوما لا يصلح للفصل بين الحيضتين فكذلك للفصل بين الدمين

وفي منهال الواردين

(وإن رأت دما وطهرا فاسدين فلا إعتبار بهما ،فإن كان الطهر)قد فسد بكونه (ناقصا تكون كالمستمر دمها ابتداء عشرة من ابتداء الإستمرار،ولو حكما حيضها وعشرون طهرها،ثم ذلك دأبها .مثاله مراهقة رأت أحد عشر دما وأربعة عشر طهراثم استمر الدم ،) فالدم الأول فاسد لزيادته على العشرة ،وكذا الطهر،النقصانه عن خمسة عشر،فلا يصلح واحد منهما لنصب العادة ،ويحكم على هذا الطهر بأنه دم (فالإستمرارحكما من أول مارأت) أي من أول الأحد عشر(لما عرفت أن الطهر الناقص كالدم المتوالي.)لا يفصل بين الدمين ،وإذا كان كذلك صار الإستمرا ر الحكمي من أول الدم الأول وهو الأحدعشر

وفي منهال الواردين

(والطهر الصحيح ما لا يكون أقل من خمسة عشر يوما ولايشوبه دم)"أصلا،لا في أوله ،ولا في وسطه ،ولا في آخره"،مصنف.فلو كان خمسة عشرلكن خالطه دم صار طهرا فاسدا.(ويكون بين الدمين الصحيحين)"احتراز عما يكون بين الإستحاضتين،أو بين حيض وإستحاضة..." مصنف.

(والطهر الفاسد ما خالفه في واحد منه)أي :مما ذكر في تعريفه ،بأن كان أقل من خمسة عشر،أو خالطه دم أو لم يقع بين دمين صحيحين .

(والطهر التام)صحيحا كان أو فاسدا كما قدمناه:(طهر خمسة عشر يوما فصاعدا).

(والطهر الناقص)هو قسم من الطهر الفاسد كما علمته :(ما نقص منه)أي:من التام.

وكتبه العبد محمد فرحان فاروق

1432/4/29هـ

Scanned with CamScanner